222

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ٹیلیفون نمبر ۱۰ — رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۵

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

روزنامہ

الفضل

قادیان

ایڈیٹر۔ غلام نبی ——— یوم شنبہ

جلد ۳۰	۷۔ ماہ نبوت ۱۳۲۱ ہش	۲۷۔ ماہ شوال ۱۳۶۱ھ	۷۔ ماہ نومبر ۱۹۴۲ء	نمبر ۲۶۰

Digitized By Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

قادیان ۵۔ نبوت ۱۳۲۱ ہش۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے متعلق سات بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت پہلے کی نسبت اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کو بھی نسبتاً آرام ہے۔

صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ بھی کل کی نسبت اچھی ہیں۔ مگر ابھی کلی صحت نہیں ہوئی احباب دعا کریں۔

نظارت دعوۃ وتبلیغ کی طرف سے جملہ مبلغین کو اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ وہ ہفتہ تعلیم و تلقین کے جلسوں کو کامیاب بنانے کے لئے پوری کوشش کریں۔

مولوی عبد الرحمٰن صاحب مولوی فاضل نے اپنے لڑکے بشارت احمد صاحب کے ولیمہ کی دعوت دی۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے بھی شرکت فرمائی اور دعا کی۔

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطاب

خدام الاحمدیہ سے

مرتبہ مولوی محمد یعقوب صاحب

خدام الاحمدیہ کے چوتھے سالانہ اجتماع میں ۱۸۔ اخاء ۱۳۲۱ ہش کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جو تقریر فرمائی تھی۔ اس کی پہلی قسط درج ذیل کی جاتی ہے:۔

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔ مجھے معلوم ہوا ہے۔ کہ گزشتہ سال

بیرونی خدام کی حاضری

دو سو پچاس کے قریب تھی۔ اور اس سال بیرونی خدام کی حاضری ۲۸۶ ہے۔ اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ قادیان کے اردگرد بہت سی نئی جماعتیں قائم ہو رہی ہیں اور اس امر کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ خدام الاحمدیہ کی تنظیم کو روز بروز زیادہ مکمل ہوتے چلے جانا چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ حاضری

تسلی بخش نہیں

کہا جاتا ہے۔ کہ ملازم پیشہ لوگوں کو اس دفعہ رخصتیں نہیں مل سکیں۔ مگر جہاں تک میں سمجھتا ہوں۔ گزشتہ سال بھی ملازم پیشہ لوگوں کی تعداد زیادہ نہیں تھی۔ اس لئے یہ اثر درحقیقت [illegible] کی کمی کی وجہ سے پڑا ہے [illegible] بھی مجھے [illegible] بتایا گیا ہے کہ

ملازمت پیشہ لوگ

باوجود رخصت نہ ملنے کے زیادہ تعداد میں شریک ہوئے ہیں۔ اس لئے حاضری میں کمی زمینداروں کی طرف سے ہی ہوئی ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کی ریلی میں یہ نہیں ہونا چاہیئے۔ کہ سارے خدام آئیں۔ بلکہ ان کے نمائندے ہی اس موقعہ پر آنے چاہئیں۔ ہاں اگر کوئی شخص شوق سے آنا چاہے۔ تو اُسے آنے کی اجازت ہونی چاہیئے۔ یہ پابندی نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ نمائندوں کے سوا اور کوئی نہ آئے پھر اُن نمائندوں کا یہ فرض ہونا چاہیئے۔ کہ وہ یہاں کی کارروائیوں کو نوٹ کریں۔ اور اپنی اپنی مجالس میں اسی لائن پر خدام الاحمدیہ کا اجتماع کریں۔ مگر جیسا کہ میں نے کہا ہے۔ جو شخص اپنی مرضی اور خواہش سے آنا چاہے۔ اُسے روکنا نہیں چاہیئے۔ بلکہ اسے بھی شامل ہونے کی اجازت دینی چاہیئے۔ (سوائے مجلس کے کہ جس میں صرف نمائندے ہونے چاہئیں۔ ورنہ رائے شماری غلط ہو جائے گی)

پھر یہ امر مدنظر رکھنا بھی ضروری ہے۔ کہ

صدر کے انتخاب کے موقعہ پر

ہر جماعت کا ووٹ اُس جماعت کے افراد کے لحاظ سے شمار ہونا چاہیئے۔ درحقیقت اصول یہی ہوتا ہے۔ کہ چونکہ جماعت کے تمام افراد جمع نہیں ہو سکتے۔ اس لئے اُن کا نمائندہ جب کسی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ تو وہ رائے تمام جماعت کی سمجھی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اُس کا ووٹ ایک نہیں ہو گا۔ بلکہ جس قدر اُس جماعت کے افراد ہوں۔ اسی قدر اُس کے ووٹ سمجھے جانے چاہئیں۔ مثلاً فرض کرو۔ لاہور کی جماعت والے کسی ایک شخص کو بھیج دیتے ہیں۔ اور لاہور کی جماعت کے ممبر ڈیڑھ سو ہیں۔ تو جب ووٹ لیا جائے گا۔ اس ایک شخص کا ووٹ ڈیڑھ سو ووٹ کا قائم مقام سمجھا جائے گا۔ ایسے موقعہ پر پہلے سے آئندہ سال کے لئے عہدہ داروں کے نام منگوا لینے چاہئیں۔ اور اُن ناموں کی بیرونی جماعتوں کو اطلاع دے دینی چاہیئے۔ کہ فلاں فلاں نام صدارت کے لئے تجویز کئے گئے ہیں۔ ان کے متعلق اپنی جماعت کی رائے دریافت کر کے اپنے نمائندہ کو اطلاع دے دی جائے۔ مگر اس بات کا نہایت سختی سے انتظام کرنا چاہیئے۔ کہ

انتخاب کے موقعہ پر کسی قسم کا پراپیگنڈا

نہ ہو۔ یہ اسلامی ہدایت ہے اور جو شخص اس ہدایت کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ وہ مجرم ہے۔ ہر شخص کی جو ذاتی رائے ہو۔ وہی اسے پیش کرنی چاہیئے۔ جو شخص دوسرے سے یہ کہتا ہے۔ کہ میرے حق میں ووٹ دو یا کسی دوسرے کی رائے کو کسی دوسرے حق میں بدلنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ

قوم کا مجرم

ہے۔ اور ایسے شخص کو سخت سزا دینی چاہیئے۔ تاکہ آئندہ جماعت کے قلوب میں یہ امر راسخ ہو جائے۔ کہ ہم نے ایسے انتخابات میں کبھی بھی دوسرے کی رائے کے پیچھے نہیں چلنا۔ بلکہ جو ذاتی رائے ہو اسی کو پیش کرنا ہے۔ ہاں جیسا کہ صحابہؓ کے طریق سے معلوم ہوتا ہے۔ عین مجلس میں ایک دوسرے کو

اپنے اپنے دلائل پیش کرنے کا حق

حاصل ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جب خلافت کے لئے انتخاب ہوا۔ تو اس پہلی خلافت کے موقعہ پر۔ انصار اور مہاجرین دونوں گروہوں نے اپنے اپنے دلائل دیئے مہاجرین نے اس بات کے دلائل دیئے۔ کہ کیوں مہاجرین میں سے خلیفہ ہونا چاہیئے اور انصار نے اس بات کے دلائل دیئے کہ کیوں کم سے کم انصار میں سے بھی ایک خلیفہ ہونا چاہیئے۔ انصار کہتے تھے۔ کہ ہم اس بات کے مخالف نہیں۔ کہ مہاجرین میں سے کوئی خلیفہ ہو۔ ہم صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سے بھی ایک خلیفہ ہو اور مہاجرین میں سے بھی ایک خلیفہ ہو۔ غرض مجلس میں دلائل دیئے جا سکتے ہیں۔ مگر یہ جائز نہیں۔ کہ الگ اور مخفی طور پر دوسروں کو تحریک کی جائے۔ کہ فلاں کے حق میں رائے دی جائے۔ اس قسم کا پراپیگنڈا

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اسلام کے بالکل خلاف

ہے۔ ہاں جیسا کہ میں نے بتایا ہے مجلس میں آکر اپنے اپنے دلائل پیش کئے جاسکتے ہیں۔ مثلاً فرض کرو صدر کے انتخاب کے موقع پر کوئی شخص یہ چاہتا ہے کہ نئے آدمیوں کو کام کرنے کا موقع دیا جائے۔ تو وہ یہ دلیل دے سکتا ہے کہ میں پرانے صدر کے خلاف نہیں۔ مگر اس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا کہ نئے آدمیوں کو کام کرنے کا موقع ملنا چاہئیے تاکہ انہیں بھی تجربہ حاصل ہو۔ اور وہ بھی اس قسم کی ذمہ واری کا کام کرنے کے قابل ہوسکیں۔ اس کے مقابلہ میں جو شخص پرانے صدر کا حامی ہو۔ وہ یہ کہہ سکتا ہے۔ کہ جب ایک شخص کو تجربہ حاصل ہو چکا ہے۔ تو اگر اسے ہٹا دیا جائے۔ تو خدام الاحمدیہ کو اس کے تجربہ سے کیا فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ غرض اپنے اپنے رنگ میں دونوں فریق دلائل دے سکتے ہیں۔ اور اس میں کوئی حرج کی بات نہیں بلکہ اس طرح علمی ترقی ہوتی ہے۔ ہاں اس وقت وقتی طور پر ایسا صدر ہونا چاہئیے۔ جو زبردست اور بارعب ہو۔ اور کسی کو مقررہ حدود سے باہر نہ نکلنے دے۔ بلکہ جیسے پارلیمنٹ کے جلسوں میں ایسے موقع پر صدر کو سپاہیوں کی ایک جمعیت دے دی جاتی ہے۔ تاکہ اگر کوئی نافرمانی کرے۔ تو پولیس کے ذریعہ اس کا تدارک کیا جائے اسی طرح انتخابات کے موقع پر جو

وقتی طور پر صدر

مقرر ہو۔ اس کے ساتھ بھی نوجوانوں کا ایک گروہ ہونا چاہئیے۔ تاکہ اگر کوئی شخص نافرمانی کرے۔ تو اسے مجلس سے نکالا جاسکے۔ یا اسے مناسب سزا دی جائے۔ اسی طرح دوسرے لوگ بھی صدر اس وقت جو بھی حکم دے اس کو دلیری سے اور بغیر کسی کے لحاظ کے پورا کرنے کے لئے کھڑے ہو جائیں اس رنگ میں اگر کوئی کام کیا جائے۔ اور باہر سے آنے والوں کی رائے ان کی جماعت کی تعداد کو ملحوظ رکھ کر شمار کی جائے تو اس طرح نہ صرف جماعتوں کو ان کا ایک حق دیا جاسکے گا۔ بلکہ مرکز کو بھی آئندہ یہ خیال رہے گا۔ کہ وہ ہر جماعت کی تعداد کو محفوظ رکھے۔ فرض کرو ایک شخص کہتا ہے۔ ہماری جماعت کی تعداد دوسو ہے۔ ایسے موقع پر اگر مرکز کے پاس اس جماعت کی تعداد محفوظ ہوگی۔ تو وہ بتا سکے گا۔ کہ یہ تعداد درست ہے یا نہیں۔ یا اس تعداد میں کتنی کمی بیشی ہے پس اس کے نتیجہ میں ایک طرف تو مرکز کو توجہ رہے گی۔ کہ وہ تمام جماعتوں کو

ایک نظام کے ماتحت

لانے کی کوشش کرے۔ اور دوسری طرف جماعتوں کو یہ احساس پیدا ہوگا۔ کہ ہماری جماعت کی تعداد زیادہ ہو۔ اور ہم وقت سے پہلے پہلے اپنی تعداد کو درج رجسٹر کرالیں پس ایک تو آئندہ سال سے اس بات کا انتظام کرنا چاہئیے۔ دوسرے قادیان کے محلوں میں سے بھی ایسے موقع پر ان کے صرف نمائندے ہی آنے چاہئیں تاکہ جب انتخاب ہو۔ تو اس وقت ہجوم نہ ہو۔ ہر محلے والے اپنے اپنے آدمی بھیج دیں۔ اور ان کا فرض ہو۔ کہ جب انتخاب کا وقت آئے۔ تو وہ اکثریت کی رائے کو پیش کردیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بعض دفعہ

کچھ لوگوں کی رائے

ایک طرف ہوسکتی ہے۔ اور کچھ لوگوں کی رائے دوسری طرف ہوسکتی ہے۔ اور اس طرح ان لوگوں کو جن کی رائے عام انتخاب کے موقع پر نہ پیش کی جائے گلہ اور شکوہ پیدا ہوسکتا ہے۔ مگر بہر حال چونکہ عام طریق یہی ہے کہ اکثریت کی رائے کو پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے جماعت کی رائے وہی سمجھی جائے گی جو اکثریت کی رائے ہوگی۔ بے شک

اکثریت کی رائے

کی رائے میں بھی نقص ہوسکتا ہے۔ مگر بہر حال اس ناقص دنیا میں ناقص قوانین میں سے جو زیادہ بہتر ہو۔ اسی کو اختیار کیا جائے گا۔ پس قادیان سے بھی انتخاب کے موقع پر محدود آدمی شامل ہونے چاہئیں۔ مثلاً دارالرحمت والے ایک نمائندہ بھیج دیں۔ دارالانوار والے ایک نمائندہ بھیج دیں۔ اسی طرح باقی محلوں والے ایک ایک نمائندہ بھیج دیں۔ مگر عام ریلی کے سلسلہ میں قادیان والوں کو لازماً حاضر ہونا چاہئیے۔ اور جو باہر کی مجالس ہیں ان کے متعلق

کوئی قانون

مقرر کرلیا جائے۔ مثلاً پچاس ممبروں پر وہ ایک نمائندہ بھیج دیں۔ یا تیس ممبروں پر ایک نمائندہ بھیج دیں۔ بلکہ ہوسکتا ہے آئندہ بڑھتے بڑھتے ہمیں فی ہزار ایک یا فی دس ہزار ایک نمائندہ لینا پڑے مثلاً لاہور کسی وقت سارے کا سارا احمدی ہو جاتا ہے۔ اور لاہور کی آبادی پانچ لاکھ ہے۔ تو اس میں سے اگر تین لاکھ پندرہ سے چالیس سال عمر والے سمجھے جائیں۔ اور نصف تعداد عورتوں کی نکال دی جائے۔ تو ڈیڑھ لاکھ آدمی رہ جائیں گے۔ اب اگر ہم سو سو پر ایک نمائندہ لیں۔ تو ڈیڑھ ہزار نمائندے بن جائیں گے۔ اور اگر دس دس ہزار پر ایک نمائندہ لیں۔ تو پندرہ نمائندے آئیں گے۔ اسی طرح اگر کسی وقت لاہور میں خدام کی اتنی کثرت ہو جائے۔ کہ ان کا کوئی ایک اجتماع نہ ہو سکے۔ تو وہ ایسے موقع پر محلہ وار نمائندے بھیج سکتے ہیں۔ مگر بہر حال ان کے ووٹ اسی قدر سمجھے جانے چاہئیں۔ جس قدر ان کے حلقہ کی جماعت کی تعداد ہو۔ پس ایک تو میں یہ ہدایت دیتا ہوں۔ دوسرے ریلی کے متعلق میں نے بتایا ہے۔ کہ اس میں قادیان کے سب لوگوں کو حاضر ہونا چاہئیے۔ مگر باہر سے صرف نمائندے بلائے جائیں۔ ہاں اگر کوئی شخص اپنے شوق سے آنا چاہے۔ تو اس کے لئے شامل ہونے کا دروازہ کھلا رکھنا چاہئیے۔

اب میں

خدام الاحمدیہ کے کام کے متعلق

کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں نے کل خدام الاحمدیہ کو کام کرتے دیکھا ہے۔ اور مجھ پر یہ اثر ہے۔ کہ اس دفعہ اصول کو مدنظر رکھ کر کام کیا گیا ہے چنانچہ جب مشاہدہ و معائنہ کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ تو میں نے دریافت کیا کہ تم کس طرح اس کے متعلق فیصلہ کروگے۔ اس پر انہوں نے بتایا کہ ہم نے خود مشاہدہ و معائنہ کرکے اس کے بعض پوائنٹ مقرر کئے ہوئے ہیں۔ جن کو دیکھ کر ہم اس بارہ میں آسانی سے فیصلہ کرسکتے ہیں۔ اسی طرح

آواز کی بلندی

کے مقابلہ میں ایک ترتیب سے نشان لگائے گئے تھے۔ اور اس میں تمام پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا تھا۔ آواز کی صفائی کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا۔ اور آواز کے دور تک پہونچنے کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا۔ گویا جو پہلو ضروری ہیں۔ ان کو انہوں نے ملحوظ رکھا تھا

ایک کمی

ہے جو دور کی جانی چاہئیے۔ آئندہ ہر بڑی جماعت کو ہر علمی مقابلہ میں اپنے نمائندے بھیجنے کے لئے مجبور کرنا چاہئیے تاکہ تربیت کی طرف مجالس کو زیادہ توجہ ہو۔ میرے نزدیک تمام مشقوں میں سے ایک نہایت ہی اہم مشق جس سے دشمن کے مقابلے میں فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے اور جس کی طرف ہماری جماعت کے ہر فرد کو توجہ کرنی چاہئیے

حواس خمسہ

کو ترقی دینے کی کوشش ہے یہ ایک نہایت ہی اہم اور ضروری چیز ہے میں نے افسوس سے یہ امر سنا ہے کہ اس دفعہ وقت کی کمی کی وجہ سے اس قسم کے مقابلے کم رکھے گئے ہیں۔ درحقیقت یہ تواذن کی غلطی تھی۔ ورنہ ان مقابلوں کے لئے زیادہ وقت مقرر کرنا چاہئیے تھا۔ مثلاً

ناک کی حس

ہے۔ یہ ایک اعلیٰ درجہ کی حس ہے اور اس سے بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔ ناک کی حس اگر تیز ہو تو اس سے صرف خوشبو اور بدبو کا ہی احساس ترقی نہیں کرتا۔ بلکہ یہ بھی بتایا جا سکتا ہے کہ کس کس قوم میں کس کس قسم کی بو پائی جاتی ہے۔ وحشی اقوام میں یہ حس اتنی تیز ہوتی ہے

223

کہ وُہ سُونگھ کر بتا دیتی ہیں۔ کہ یہاں سے فلاں قوم کا آدمی گزرا ہے۔ مختلف قوموں میں خاص خاص قسم کی بُو پائی جاتی ہے مثلاً مجھ پر یہ اثر ہے۔ کہ میں جتنے انگریزوں سے مِلا ہوں۔ مجھے اُن سے ایک قسم کی مچھلی کی بُو آتی ہے۔ اب اگر میرا یہ اثر صحیح ہو۔ اور ہماری ناک کی حس تیز ہو۔ تو خواہ ہماری آنکھیں بند ہوں۔ ہم معلوم کرسکتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس کوئی انگریز کھڑا ہے۔ یا اگر ہمارے قریب سے کوئی انگریز گزرے گا۔ ہم فوراً پہچان جائیں گے۔ کہ کوئی انگریز گزر رہا ہے۔ اسی طرح افغانستان کے باشندوں میں مَیں نے محسوس کیا ہے کہ اُن سے اس کھال کی سی جس پر برسات گزری ہو۔ بُو محسوس ہوتی ہے اب اگر میرا یہ خیال صحیح ہو۔ یا پچاس فیصدی ہی درست ہو۔ تو کسی علاقہ میں سے گزرتے ہوئے اگر وہاں پٹھان ہوں گے۔ ہم فوراً اپنی ناک کی حس سے پہچان لیں گے۔ کہ یہاں پٹھان رہتے ہیں۔ فرض کرو پٹھان ہمارے دوست ہیں۔ اور جنگ کے موقعہ پر ہمیں ان کی امداد کی ضرورت ہے۔ تو ہم اپنی ناک کی حس سے کام لے کر فوراً اپنے دوستوں کو شناخت کرلیں گے۔ اور اُن کی مدد حاصل کرلیں گے۔ اس قسم کی

بُو کا احساس

خصوصاً بند کمروں میں زیادہ ہوتا ہے کیونکہ وہاں بُو زیادہ دیر تک رہتی ہے بعض دفعہ ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ کے بعد بھی کسی کمرہ میں آؤ۔ اور تمہاری ناک کی حس تیز ہو تو تمہیں فوراً پتہ لگ جائیگا کہ اس کمرہ میں کس قسم کے لوگ ٹھہرے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے۔ میرے کمرہ میں عطر پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ میری بیویاں وہاں آکر عطر لگاتی ہیں۔ تو بعض دفعہ گھنٹوں بعد جب میں اس کمرہ میں آتا ہوں۔ تو فوراً پہچان لیتا ہوں۔ کہ کسی نے یہاں فلاں عطر لگایا ہے۔ حالانکہ وُہ عطر گھنٹوں پہلے لگایا گیا ہوتا ہے اسی طرح ہندوستانیوں اور انگریزوں کے عطر کی خوشبُو میں فرق ہوتا ہے۔ ہندوستانی عام طور پر دیسی عطر لگاتے ہیں۔ مگر انگریز ہمیشہ الکوہل سینٹس لگاتے ہیں۔ بعض ہندوستانی بھی اگرچہ اب سینٹس لگانے لگ گئے ہیں۔ مگر انگریز کبھی دیسی عطر نہیں لگاتے۔ اب اگر کہیں سے ہمیں دیسی چنبیلی کے عطر کی خوشبُو آئے۔ یا دیسی گلاب کے عطر کی خوشبُو آئے۔ تو ہم فوراً فیصلہ کرسکتے ہیں۔ کہ یہاں سے کوئی ہندوستانی گزرا ہے۔ اسی طرح اور بہت سی معلومات خوشبُو کے ذریعہ حاصل کی جاسکتی ہیں۔ اور بعض لوگ تو اس حس کو ایسا تیز کر لیتے ہیں۔ کہ حیرت آتی ہے۔ ولایت میں جو خوشبُو کے کارخانے ہیں۔ ان کا دارو مدار ہی ایسے لوگوں پر ہوتا ہے۔ چنانچہ بعض کارخانوں والے

ہزاروں روپیہ ماہوار تنخواہ

دے کر ایسے لوگوں کو ملازم رکھتے ہیں جو خوشبُو سونگھ کر بتا دیتے ہیں۔ کہ اس میں فلاں فلاں چیزیں پڑی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ کسی ایک کارخانے کی خوشبُو مشہور ہو جاتی ہے اب دُوسرے لوگ چاہتے ہیں۔ کہ اس کی نقل کریں۔ اور ویسی ہی خوشبُو خود بھی تیار کریں۔ اس غرض کے لئے وُہ ماہرین کو ملازم رکھتے ہیں وہ لوگ ان خوشبوؤں کو سونگھ کر جن کی نقل تیار کرنی ہو۔ بتا دیتے ہیں۔ کہ اس میں فلاں فلاں چیزیں پڑی ہیں۔ اس میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ مگر بہر حال انہیں خوشبُو کی بنیادی اشیا معلوم ہو جاتی ہیں۔ اور آہستہ آہستہ وُہ اس بنیاد پر خود بھی ویسی ہی خوشبو تیار کر لیتے ہیں۔ اسی طرح بعض لوگوں کی

مزے کی حس

اتنی تیز ہوتی ہے۔ کہ حیرت آتی ہے۔ اور یہ حس بھی بہت حد تک بڑھائی جاسکتی ہے کئی لوگ ایسے موجود ہیں۔ جو دوائیاں چکھ کر بتا دیتے ہیں۔ کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہیں۔ قصہ مشہور ہے۔ کہ ایک طبیب کی کسی دوائی کا بہت شہرہ ہوگیا۔ مگر وُہ اس دوائی کا نسخہ کسی کو نہیں بتاتا تھا۔ اسی زمانہ میں ایک اور مشہور طبیب تھا جس کی مزے کی حس بہت تیز تھی۔ اور وہ چکھ کر بتا سکتا تھا۔ کہ اس میں فلاں فلاں دوائیاں پڑی ہُوئی ہیں۔ مگر اُس طبیب کو وُہ دوائی ملتی نہیں تھی۔ جو مریض طبیب کے پاس آتا۔ اُسے وُہ اپنے سامنے دوائی کھلا دیتا تھا۔ ساتھ دوائی نہیں دیتا تھا۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ دوائی دُوسرے طبیب کے پاس نہ پہونچ جائے۔ اور وہ اس کا نسخہ نہ معلوم کرلے۔ اُس طبیب نے بڑی کوشش کی۔ کہ کہیں سے دوائی مل جائے۔ مگر نہ ملی۔ آخر وُہ

مریض اور اندھا بن کر

اُس طبیب کے پاس گیا۔ اور اپنی شکل میں بھی تبدیلی کرلی۔ سر پر ایک بڑا سا کپڑا لپیٹ لیا۔ اور اندھا اور مریض بن کر اس کے پاس پہونچا۔ اور اپنے مرض کی علامتیں وہی بتائیں۔ جن پر وہ دوائی استعمال کی جاتی تھی۔ نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ وہ دھوکے میں آگیا۔ اور اُس نے ایک گولی اسے دے دی۔ اُس نے وہیں گولی اپنے مونہہ میں ڈال لی۔ اور مونہہ میں ڈالتے ہی دواؤں کے نام گننے شروع کر دیئے یہاں تک کہ وُہ ننانوے نام گن گیا جب ننانوے نام گن چکا۔ تو اس کا سانس ٹوٹ گیا۔ طبیب کہنے لگا۔ الحمد للہ کہ تمہیں سویں دوا کا پتہ نہیں لگا۔ اس نسخہ میں سو دوائیں پڑتی تھیں۔ ننانوے تم نے گن لیں۔ سویں کا تمہیں پتہ نہیں لگ سکا۔ اس لئے اب تم یہ نسخہ مکمل نہیں کرسکو گے۔ تو ایسے لوگ بھی ہیں جن کے چکھنے کی حس بہت تیز ہوتی ہے ولایت میں شراب کے جو کارخانے ہیں۔ اُن میں بعض دفعہ پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پر ایسے لوگ ملازم رکھے جاتے ہیں۔ جو شراب کو چکھ کر یہ بتا دیتے ہیں۔ کہ یہ شراب فلاں سن کی شراب کے مطابق ہے۔ اور فلاں شراب کا ذائقہ فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے

ہمارے ملک کی شراب

تو لسی۔ دُودھ اور شربت ہے۔ اور ہمارے ملک نے اس میں کوئی خاص ترقی نہیں کی۔ چاہے سَو سال کے پُرانے برتن میں ہی لسی کیوں نہ ہو۔ وُہ اسے پی جاتے ہیں۔ اور انہیں ذائقہ میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔ مگر ولایت میں پانچ پانچ ہزار روپیہ ماہوار تنخواہ پر ایسے لوگ ملازم رکھے جاتے ہیں جو شرابوں کو چکھتے رہتے ہیں۔ اور چکھ کر بتا دیتے ہیں۔ کہ اس شراب کا مزہ فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے۔ اور اس شراب کا مزہ فلاں سن کی شراب سے ملتا ہے۔ بلکہ پانچ پانچ ہزار روپیہ تنخواہ کا بھی میں نے کم حساب لگایا ہے۔ میں نے پانچ پانچ ہزار پونڈ سالانہ انکی تنخواہ پڑھی ہے۔ اور اس لحاظ سے انہیں پانچ ہزار روپیہ سے زیادہ ماہوار ملتا ہے ان کا کام یہی ہوتا ہے۔ کہ سارا دن بیٹھے ہُوئے شرابیں چکھتے رہتے ہیں اور بتاتے ہیں۔ کہ اس کا انگور فلاں سن کے انگور سے مشابہ ہے۔ اور یہ شراب فلاں سن کی شراب کے مطابق ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ایک شراب تو پانچ روپے بوتل کے حساب سے فروخت ہوتی ہے۔ اور ایک ویسی ہی شراب صرف ذائقہ کے تغیر کی وجہ سے دو سَو روپے بوتل کے حساب سے فروخت ہوتی ہے غرض چکھنے کی حس کو ترقی دے کر ایسے ایسے کام لئے جاتے ہیں۔ کہ حیرت آتی ہے۔ اسی طرح

کانوں کی حس

ہے۔ اس کو بڑھا کر بھی حیرت انگیز کام لئے جاسکتے ہیں۔ امریکہ کے ریڈ انڈینز نے اس میں اتنی ترقی کی ہے۔ کہ وُہ زمین پر کان لگا کر یہ بتا دیتے ہیں۔ کہ اتنے سوار مثلاً دو چار میل کے فاصلہ پر سے آرہے ہیں اس کا راز یہ ہے۔ کہ گھوڑوں کے چلنے کی وجہ سے زمین میں حرکت پیدا ہوتی ہے وُہ حرکت دُوسرے کو معلوم بھی نہیں ہوتی۔ مگر انہوں نے کانوں کی حس بڑھا کر اتنی مشق کی ہوئی ہوتی ہے کہ وُہ فوراً زمین پر کان لگا کر اس حرکت کو معلوم کر لیتے ہیں۔ اور میلوں میل سے سواروں کے آنے کی آواز سُن لیتے ہیں۔ زیادہ سوار ہوں۔ تو پانچ پانچ میل سے آواز سُن لیتے ہیں ایک دو ہوں۔ تو نسبتاً کم فاصلہ سے اور اگر کوئی پیدل آرہا ہو تو بھی پچاس سَو گز کے فاصلہ سے ہی اُس کے آنے کی آہٹ معلوم کر لیتے ہیں

Digitized By Khilafat Library Rabwah

اسی طرح وہ انسانی قدموں کی آواز سے یہ پہچان لیتے ہیں کہ یہ کسی یوروپین کا قدم ہے یا دیسی کا۔ اسی طرح وہ بُو سُونگھ کر بتا دیا کرتے ہیں۔ کہ ہماری طرف کوئی آدمی آرہے ہیں۔ چنانچہ ریڈ انڈینز پر حملہ کرتے وقت ہمیشہ یہ ہدایت دیجاتی تھی۔ کہ کبھی اس طرف سے حملہ کے لئے نہ جاؤ۔ جس طرف سے ہوا آرہی ہو۔ کیونکہ وہ بُو سونگھ کر سمجھ جایا کرتے ہیں کہ اُدھر سے اجنبی لوگ آرہے ہیں۔ جانوروں میں بھی یہ حس بڑی تیز ہوتی ہے شکاری ہمیشہ کہا کرتے ہیں۔ کہ ادھر سے شکار کے لئے نہ جاؤ۔ کیونکہ ہوا اسی طرف جارہی ہے۔ اور جانور ہوا سے انسان کی بُو سونگھ کر سمجھ جاتا ہے کہ میرے شکار کے لئے کوئی شخص آرہا ہے۔ اور بُو سونگھتے ہی اڑ جاتا ہے۔ ہم نے خود تجربہ کر کے دیکھا ہے۔ کہ ہوا کی طرف سے شکار کرنے کیلئے جاؤ۔ تو جانور پہلے ہی اڑ جاتا ہے۔ کیونکہ اسے انسان کی خوشبو آجاتی ہے۔ تو مختلف کام کرنے میں انسان کی حسیں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہیں۔ اسی طرح

نظر کی حس

بڑی اہم چیز ہے اور انسان اس حس سے کام لے کر بڑے بڑے اہم نتائج نکال لیتا ہے۔ مشہور قصہ ہے۔ جو بچپن میں ہم اپنی کتابوں میں پڑھا کرتے تھے۔ کہ کوئی شخص کہیں سے گذرا۔ اور اس نے کہا۔ کہ یہاں سے کوئی اونٹ گذرا ہے۔ جس پر فلاں فلاں چیز لدی ہوئی تھی۔ اور اس کی ایک آنکھ کانی تھی۔ اور دانتوں میں نقص تھا۔ لوگ بڑے حیران ہوئے۔ کہ اسے کس طرح پتہ لگ گیا۔ آخر اُس نے بتایا کہ میں نے مختلف جگہوں پر گیہوں کے دانے پڑے ہوئے دیکھے تھے۔ جس سے میں یہ سمجھا۔ کہ اونٹ پر گیہوں لدا ہوا تھا۔ اسی طرح تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر مجھے تیل کا ایک ایک قطرہ گرا ہوا دکھائی دیا۔ جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ اونٹ پر تیل بھی تھا۔ اس کے بعد میں نے اُونٹ کے کانے ہونے کا نتیجہ اس طرح نکالا۔ کہ میں نے دیکھا۔ رستہ میں صرف ایک طرف کی جھاڑیوں اور درختوں کے پتے کھائے ہوئے تھے۔ دوسری طرف کی جھاڑیوں اور درختوں کے پتے سلامت تھے۔ میں نے سمجھا کہ اونٹ ضرور کانا تھا۔ تبھی اس نے ایک طرف کے پتوں کو تو کھایا مگر دوسری طرف کے پتوں کو چھوڑ دیا۔ اور اس کے دانت کا نقص میں نے اس طرح معلوم کیا۔ کہ ایک پتہ کو میں نے غور سے دیکھا۔ تو اس پر ایک دانت کا نشان نہیں ملتا تھا۔ اس سے میں نے سمجھ لیا۔ کہ اُونٹ کے دانتوں میں نقص تھا۔

اب بظاہر چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں۔ مگر انہی چھوٹی چھوٹی باتوں سے اس نے بڑے بڑے نتائج نکال لئے۔ تو یہ مشقیں نہایت ہی اہم ہیں۔ اسی طرح ذائقہ کی مشق ہے۔ لمس کی مشق ہے۔ ان تمام مشقوں سے بڑے بڑے کام لئے جاسکتے ہیں۔

لمس کی مشق

سے ہی ایسے ایسے کام کئے جاسکتے ہیں۔ کہ دوسرے ان کا قیاس بھی نہیں کر سکتے۔ اگر دشمن ہمارے پاس ہی ہو۔ اور ہم اپنے کسی آدمی کے ذریعہ دشمن کے متعلق دوسروں کو اطلاع دینا چاہتے ہوں تو ایسے وقت پر لمس کی قوت ہی کام آسکتی ہے۔ اگر ہماری یہ قوت درست ہو تو ہم دوسرے کے ہاتھ پر تمام ضروری باتیں انگلی سے لکھ دیں گے۔ اور وہ ان باتوں کا علم حاصل کر کے ان کے مطابق کارروائی کرنے کیلئے تیار ہو جائیگا۔ مگر یہ قوت بہت بڑی مشق چاہتی ہے۔ کیونکہ ہاتھ پر انگلی سے حروف ڈالنا اور پھر دوسرے کا یہ سمجھ جانا کہ کیا حروف ڈالے گئے ہیں۔ یہ آسان کام نہیں بلکہ ایک لمبی مشق چاہتا ہے۔ یہ چیزیں ایسی ہی ہیں۔ جن سے جنگ میں بہت بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ اس حس کو تیز کرنے کے لئے لمبی مشق کی ضرورت کا اس طرح پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص

انگلی سے دُوسرے کے ہاتھ پر لکھنے کی کوشش

کرے۔ تو اسے معلوم ہوگا۔ کہ اول تو خود لکھنے والا ہی بھول جائے گا کہ اُس نے کیا لکھا تھا۔ پھر پڑھنے والا بھی ایک لمبے عرصہ کی مشق کے بعد ہی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کسی نے اس کے ہاتھ پر کیا لکھا ہے۔ فرض کرو۔ ایک شخص انگلی سے دوسرے کے ہاتھ پر "احمد" لکھتا ہے۔ اب یہ یقینی بات ہے کہ وہ پہلی دفعہ یہ نہیں سمجھ سکے گا کہ اس کے ہاتھ پر کیا لکھا گیا ہے۔ جب تم بتاؤ گے کہ تم نے "احمد" لکھا ہے تو آہستہ آہستہ وہ سمجھ جائیگا کہ جب تم انگلی سے اسکے ہاتھ پر لکھتے ہو تو الف کی شکل کی اسے یوں حس محسوس ہوتی ہے ح کی شکل کی حس اس طرح محسوس ہوتی ہے۔ اور جب م لکھا جاتا ہے تو اس سے اس کے ہاتھ میں فلاں قسم کی حس پیدا ہوتی ہے اسی طرح آہستہ آہستہ وہ اس فرق کو بھی محسوس کریگا کہ صرف م لکھنے کی حس کیسی ہوتی ہے اور جب م اور دال کو اکٹھا لکھا جائے۔ تو اس وقت کیسی حس پیدا ہوتی ہے۔ مثلاً ہم داد لکھتے ہیں تو اس میں دونوں دالیں الگ الگ رہتی ہیں۔ لیکن "احمد" میں دال میم کے ساتھ مل جاتی ہے۔ اور اس فرق کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ شناخت کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اس حس کو تیز کر لیا جائے۔ تو تم اس سے بڑے بڑے کام لے سکتے ہو۔ فرض کرو۔ اندھیرے میں تمہارا دشمن تمہارے قریب بیٹھا ہے۔ اور تم سمجھتے ہو۔ اگر تم نے زبان سے اپنے کسی دوست کو کوئی ہدایت دی۔ تو دشمن خبردار ہو جائے گا۔ اس وقت تم آسانی کے ساتھ اس حس سے کام لیتے ہوئے دُوسرے کے ہاتھ پر انگلی سے لکھ دو گے کہ میں یہاں بیٹھا ہوں۔ تم واپس جاؤ۔ اور مرکز میں جا کر اطلاع دو کہ دشمن اتنی تعداد میں موجود ہے۔ اس طریق سے دشمن کو کچھ بھی علم نہیں ہوگا۔ کہ تم نے دُوسرے کو کیا ہدایت دی ہے۔ مگر تم اپنا پیغام مرکز میں پہنچا دو گے۔ اس کے بعد دوسرے کے لئے بھی کوئی اشارہ مقرر ہونا چاہیئے۔ مثلاً یہ کہ وُہ ہاتھ دبادے جس کا مطلب یہ ہو کہ میں نے تمہارے پیغام کو سمجھ لیا ہے۔ پھر اگر وہ مرکز میں جائے۔ اور وہاں سے مدد لے آئے مگر تم وہاں موجود نہ ہو۔ تو تم وہاں اپنی کوئی علامت چھوڑ جاؤ گے۔ مثلاً کاغذ پر یہ لکھکر چھوڑ جاؤ گے۔ کہ دشمن فلاں طرف جارہا ہے۔ میں اس کا پیچھا کر رہا ہوں۔ تم بھی اس طرف آجاؤ۔ یا کوئی اور علامت چھوڑ جاؤ گے۔ پُرانے زمانہ میں ساتھ ساتھ رنگ ڈالتے جاتے تھے۔ جس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ اس رنگ کے پیچھے پیچھے آجاؤ۔ اس زمانہ میں

بعض اور طریقوں سے

بھی کام لیا جاسکتا ہے۔ مثلاً یہ بھی کیا جاسکتا ہے کہ کنکر لے جائیں اور اُن پر تھوڑا سا عطر ڈال دیا جائے اور اپنے ساتھیوں کو بتا دیا جائے۔ کہ رستہ میں تمہیں کئی کنکر نظر آئینگے جن کنکروں سے تمہیں فلاں عطر کی خوشبو آئے۔ اُن کنکروں کو علامت سمجھنا۔ اور جس طرف کنکر پڑے جائیں۔ اسی طرف تم بھی چلے جانا۔ یا اگر یہ علامت نہ ہو۔ تو وہ ایسا کر سکتا ہے کہ ہاتھ پر عطر مل لے اور راستہ میں دس دس گز کے فاصلہ پر کسی پتھر پر ہاتھ ملتا چلا جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ بعد میں اس کے ساتھی آئیں گے۔ اور وہ

پتھروں کو سُونگھ سُونگھ کر

اصل مقام تک پہنچ جائیں گے۔ تو یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے کام کرنے میں بڑی بھاری مدد ملتی ہے۔

اسی طرح

Digitized By Khilafat Library Rabwah

Digitized By Khilafat Library Rabwah

لاٹھی چلانے کا فن

نہایت اعلیٰ درجے کی چیز ہے۔ اور مجھ پر اس کے متعلق پہلے بہت اچھا اثر تھا۔ لیکن آخر میں ایک اناڑی اور نادا قف کی جب آپس میں لڑائی ہوئی۔ تو اناڑی نے بہت اچھا کام کیا۔ مگر واقف رہ گیا میں دیکھنا بھی یہی چاہتا تھا۔ کہ مقررہ اصول کے متعلق ماہر نے والے ایسی لڑائیوں میں کس حد تک کامیاب ہوا کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں۔ کہ حساب سے مارنا ایک اچھی چیز ہے۔ مگر آخر دوسرے نے تو اس حساب کو نہیں دیکھنا۔ وہ تو بے تحاشا مارتا چلا جائے گا اس لئے اپنے فن میں ماہر اس شخص کو کہا جائے گا۔ جو ہر ایسے شخص کے حملے سے اپنے آپ کو بچا سکے۔ جو اصول کو نظر انداز کر کے بے تحاشا مارنے کے لئے دوڑ پڑتا ہو۔ اگر یہ خوبی کسی میں نہیں۔ اور وہ صرف مقررہ اصول کے مطابق لاٹھی چلانا اور اس کے مطابق روکنا جانتا ہے۔ اپنے آپ کو اناڑیوں کے حملہ سے جو بغیر کسی اصول کے مارتے ہیں بچا نہیں سکتا۔ تو اسے ہم ہرگز اچھا سپاہی نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ دشمن اصول کو نہیں دیکھا کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

لطیفہ:

بیان فرمایا کرتے تھے۔ کہ ایک بادشاہ تھا جسے بیٹھے بیٹھے یہ جنون پیدا ہوا۔ کہ ملک میں اتنی بڑی فوج بالکل بے فائدہ ہے اور اس پر جو کچھ روپیہ خرچ ہو رہا ہے ضائع جا رہا ہے۔ آخر یہ قصائی کس کام کے ہیں۔ روز بکرے ذبح کرتے ہیں اور روزانہ چھرا چلاتے ہیں۔ یہ سب ہماری فوج ہے۔ ان کے ہوتے ہوئے کسی اور فوج کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ اس نے تمام فوج کو موقوف کر دیا۔ اور قصائیوں کے نام حکم جاری کر دیا۔ کہ اگر ملک پر کوئی دشمن حملہ آور ہوا۔ تو تمہیں اس کے مقابلہ کے لئے نکلنا پڑیگا کسی بادشاہ نے جب یہ سنا۔ کہ اس طرح فلاں بادشاہ کا دماغ خراب ہو گیا ہے۔ اور اس نے تمام فوج موقوف کر دی ہے۔ تو اس نے حملہ کر دیا۔ بادشاہ نے فوراً قصائیوں کے نام حکم بھیجا۔ کہ لڑائی کے لئے میدان میں جاؤ۔ چنانچہ سب قصاب لڑنے کے لئے چلے گئے۔ اور بادشاہ اس انتظار میں اپنے دربار میں بیٹھ گیا۔ کہ ابھی وہ قصاب دشمن کی لاشوں کو گھسیٹتے ہوئے آئیں گے۔ مگر تھوڑی دیر ہی گذری تھی۔ کہ قصائی فریاد فریاد کرتے ہوئے بادشاہ کے دربار میں آگئے۔ بادشاہ نے کہا کیا ہوا۔ قصائی کہنے لگے حضور دشمن کو سمجھائیے۔ ہم تو دو دو چار چار آدمی مل کر ان میں سے ایک شخص کو پکڑتے ہیں۔ اور اس کی ٹانگیں باندھ کر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر اسے ذبح کرتے ہیں۔ مگر اوہ تے دھڑا دھڑ مارے جاندے نے یعنی وہ بے تحاشا مارتے جاتے ہیں۔ اور کسی اصول کی پرواہ نہیں کرتے اتنے میں دشمن بھی آپہنچا۔ اور اس نے ملک پر قبضہ کر لیا۔ تو اصل غرض دشمن کو مارنا ہوتی ہے۔ یہ نہیں ہوتی کہ تم دائیں طرف مارو یا بائیں طرف مارو۔ جب تک اس رنگ میں مشق نہ ہو۔ اور جب تک لاٹھی چلانے والا۔ ہر اس شخص کے حملہ کو نہیں روک سکتا۔ جو بے تحاشا اور بقول پنجابیوں کے دھڑا دھڑ مارتا چلا جاتا ہو۔ اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ وہ سپاہی ہے۔ ایسے ہم قصائی تو کہہ سکتے ہیں مگر سپاہی نہیں کہہ سکتے۔ ایک دفعہ یہاں قادیان میں اجمیر کا ایک شخص آیا وہ

سارے ہندوستان میں لاٹھی کے فن کا بہت بڑا ماہر

سمجھا جاتا تھا۔ میں ان دنوں شملہ میں تھا۔ یہاں کے دوستوں نے اسے میرے پاس بھجوا دیا۔ اور لکھا کہ اگر اس شخص کی خدمات حاصل کر لی جائیں۔ تو جماعت کے لوگوں کو یہ فن آجائے گا۔ اور اس کا انہیں بہت بڑا فائدہ ہوگا۔ وہ بڈھا آدمی تھا۔ اور اپنے آپ کو بڑا ہوشیار سمجھتا تھا۔ میں نے اس سے کہا۔ کہ آپ اپنا فن دکھائیے۔ اس نے لاٹھی لے کر ادھر ادھر ناچنا شروع کر دیا۔ کبھی دائیں طرف مڑتا اور کبھی بائیں طرف۔ میں نے کہا میں آپ کا فن تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں ایک شخص کو مقرر کرتا ہوں۔ جو آپ پر حملہ کرے۔ اگر اس کے حملہ سے آپ نے اپنے آپ کو بچا لیا۔ تو میں سمجھ لوں گا۔ کہ بے شک آپ کو فن آتا ہے۔ بھائی عبدالرحمن صاحب قادیانی کا لڑکا عزیز عبدالقادر جس کی عمر اس وقت چودہ پندرہ سال تھی اس وقت وہاں موجود تھا۔ میں نے اسے چھڑی دی۔ اور کہا کہ اسے مارو۔ اس نے ایک دو حملوں میں ہی اسے ضرب لگا دی۔ اور اس کا فن اس کے کسی کام نہ آیا۔ میں نے اسے کہا یہ تو کوئی فن نہیں۔ ایک بچہ بھی آپ پر اپنے حملہ میں کامیاب ہو گیا ہے۔ وہ کہنے لگا۔ یہ تو اناڑی ہے۔ کوئی فن کا ماہر میرے مقابلہ میں لائیں۔ میں نے کہا مقابلہ تو اناڑیوں سے ہی ہوگا۔ لڑائی میں ٹورنامنٹ تو نہیں ہوتا۔ کہ ایک طرف سے بھی فن کے ماہر نکلیں۔ اور دوسری طرف سے بھی فن کے ماہر نکلیں اور وہ اپنے اپنے اصول کے مطابق لڑنا شروع کر دیں۔ لڑائی میں تو ایسا ہی ہوگا۔ کہ دوسرا فریق اندھا دھند مارنے کی کوشش کرے گا۔ اس پر وہ بڈھا چلا گیا۔ اور اس نے سمجھا۔ کہ یہ بڑے ہی بیوقوف لوگ ہیں۔ جو فن کی قدر کرنا نہیں جانتے حالانکہ ہم ہی اس کو فن سمجھتے ہیں۔ کہ چاہے کوئی غصہ میں مارے۔ چاہے اصول کو نظر انداز کر کے بے تحاشا مارے۔ ہر صورت میں وہ اس کے حملہ سے اپنے آپ کو بچا لے۔ اور اگر کوئی شخص ایسے حملہ سے اپنے آپ کو بچا نہیں سکتا۔ تو وہ لاٹھی کے فن کا ماہر نہیں۔ بلکہ ایک کھیل کھیلتا ہے۔ پس آئندہ اس کی بھی مشق کرائی جائے۔ اور اناڑیوں سے حملہ کرا کر دیکھا جائے کہ وہ کس حد تک ان حملوں سے اپنے آپ کو بچا سکتے ہیں۔ اسی طرح

صرف ایک شخص کے حملہ سے اپنے آپ کو بچا لینا

کوئی خاص خوبی نہیں۔ بلکہ فن میں ایسی مہارت حاصل کرنی چاہئیے۔ کہ اگر ایک وقت میں دو دو تین تین چار چار شخص بھی حملہ کر دیں۔ تو وہ ان سب کے حملہ سے اپنے آپ کو بچا لے۔ ایسے شخص کو ہم بے شک یہ کہہ سکیں گے۔ کہ وہ اپنے فن میں ماہر ہے۔ لیکن اگر وہ اناڑیوں کے حملہ سے تو اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ ہاں چار گتکا سیکھے ہوئے اس پر حملہ کرتے ہیں تو وہ اپنے آپ کو بچا لیتا ہے۔ تو ایسے شخص کو ہم اچھا کھلاڑی تو کہہ سکیں گے۔ اچھا فوجی اور اچھا سپاہی نہیں کہہ سکیں گے۔

تریاقِ کبیر

تریاق کبیر اسم بامسمّٰی تریاق ہے
کھانسی۔ نزلہ۔ درد سر۔ ہیضہ۔ بچھو اور سانپ کے کاٹے کیلئے بس ذرا سا لگانے اور ذرا سا کھانے سے فوری اثر دکھاتا ہے
ہر گھر میں اس دوا کا ہونا ضروری ہے
قیمت فی شیشی ۱۲؍ درمیانی شیشی ۶؍
چھوٹی شیشی ۸ ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان

اکسیر ملیریا

یہ گولیاں ملیریا ایسے موذی مرض کو دور کر کے بدن میں طاقت پیدا کرتی ہیں۔ کھانے کے بعد دو وقت پانی سے یا دودھ سے ایک گولی اس وقت کھائیں جبکہ معدہ صاف ہو اور بخار اترا ہوا ہو۔
قیمت چالیس گولیاں ایک روپیہ
طبیہ عجائب گھر قادیان

Digitized By Khilafat Library Rabwah

پیشگوئی مصلح موعود کی شق چہارم

مصلح موعود کا مامور ہونا یا دعویٰ کرنا ضروری ہے؟

یا

اپنی ذاتی اور وقتی علامات کے مطابق پہچانا جانا ضروری ہے؟

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت کو نمایاں کرنے کے لئے آپ کو ایک عظیم الشان فرزند کی بشارت عطا کی۔ جسے مصلح موعود اور پسر موعود کی پیشگوئی سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ الٰہی بشارت فروری ۱۸۸۶ء میں ہوشیارپور میں چالیس روز کی شبانہ و روز عبادت۔ دعا اور ذکر الٰہی کے بعد ہوئی۔ جو حسب ذیل ہے۔

"میں نے تیری تضرعات کو سنا۔ اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایۂ قبولیت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو تیرے لئے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے۔ اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام ...... سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملیگا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا ...... اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اسکے معنے سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مظہر الاول و الآخر۔ مظہر الحق والعلاء کان اللہ نزل من السماء۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جسکو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسوح کیا۔ ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا۔ وہ جلد جلد بڑھے گا۔ اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا۔ اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔ تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اٹھایا جائے گا۔ وکان امراً مقضیاً"

(اشتہار بیس فروری ۱۸۸۶ء)

اس پیشگوئی میں وضاحت سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ موعود انسان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لڑکا۔ اور آپ کی ذریت میں سے آپکا ایک فرزند ارجمند ہوگا۔ اور اس کے ساتھ اس جلیل القدر لڑکے کی بہت سی نمایاں اور تفصیلی علامات بیان کر دی گئی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی پیشگوئی خواہ کتنی ہی بیّن اور واضح ہو۔ حق و صداقت کے مخالف لوگ اس پر ضرور معترض ہوتے ہیں۔ وہ اللہ تعالیٰ کے نمایاں سے نمایاں نشانات کو دیکھتے ہیں۔ اور انکار کر دیتے ہیں۔ اور انکی کیفیت اس آیت کریمہ کی مصداق ہوتی ہے۔ وان یروا آیۃً یعرضوا ویقولوا سحرٌ مستمر۔ یعنی منکر لوگ واضح اور ظاہر نشان کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ لیکن اُسے تسلیم کرنے کی بجائے "میں نہ مانوں" کے انداز میں روگردانی کرتے ہوئے کہدیتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایسی بات ہے۔ جسے مزین اور خوبصورت کر کے دکھایا گیا ہے۔ اور یہ پیشگوئی اور نشان کوئی نہیں بلکہ ایک سحر ہے۔ بعینہٖ یہی طریق اور شیوہ آج معاندین احمدیت اختیار کئے ہوئے ہیں۔ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کھلے کھلے نشان کا مشاہدہ کرتے ہیں لیکن اپنی ضد اور تعصب کی وجہ سے اس صداقت کو قبول نہیں کرتے۔ چنانچہ آپ کی نہایت ہی واضح پیشگوئیوں میں سے ایک عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود کی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے صراحت کیساتھ یہ ذکر فرمایا ہے۔ کہ اس بشارت کا مصداق آپکا ایک لڑکا اور فرزند ہوگا۔ اور پیشگوئی کے زمانہ یعنی فروری ۱۸۸۶ء سے نو سال کے اندر اندر اس لڑکے کا ہونا ضروری ہے۔ اور پھر اس کی مفصل علامات اور کیفیات کا ذکر بھی پیشگوئی میں کر دیا گیا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تشریحات نے اس معاملہ کو اور بھی صاف کرتے ہوئے یہ بتا دیا ہے۔ کہ اس پیشگوئی کا مصداق حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کی ذات والاصفات ہے۔ لیکن غیر مبائعین ان تمام علامات اور تشریحات کو پس پشت پھینکتے ہوئے یہ اعتراض پیش کرتے ہیں۔ کہ یہ مصلح موعود کوئی ایسا انسان ہونا چاہیئے۔ جو مامور ہو۔ غیر مامور کے متعلق یہ پیشگوئی نہیں ہے۔

تعجب اور حیرت کا مقام ہے کہ جن شرائط اور علامات کو اللہ تعالیٰ نے اس پیشگوئی میں بیان فرمایا ہے۔ غیر مبائعین ان سے تو اعراض کرتے ہیں۔ اور تسلیم نہیں کرتے لیکن اس کے بالمقابل اپنی طرف سے مامور ہونے کی ایک ایسی زائد شرط پیش کرتے ہیں۔ جس کا الٰہی بشارت میں قطعاً کوئی ذکر نہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک مصلح موعود کا مامور ہونا ضروری اور لازمی ہوتا تو وہ اپنی بشارت میں اسکا ذکر بھی فرما دیتا۔ پیشگوئی کے ایک ایک لفظ کو غور سے دیکھو اس میں تمام علامات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ لیکن مامور ہونے کی علامت کا کہیں ذکر نہیں۔ جس سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ پسر موعود کے لئے مامور ہونا ضروری نہیں ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ مصلح موعود ہیں

بعض لوگ یہ شبہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی اس پیشگوئی کو اپنے متعلق خیال نہیں فرماتے۔ لیکن یہ ایک بڑا بھاری مغالطہ ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے جس امر سے انکار فرمایا ہے۔ وہ مامور ہونا ہے۔ مصلح موعود کی پیشگوئی کا مصداق ہونے سے آپ انکار نہیں فرماتے۔ بلکہ اس امر سے انکار فرمایا ہے۔ کہ مصلح موعود کی یہ پیشگوئی کسی مامور کے متعلق ہے۔

پبلک ریڈیو
اپنے گھروں میں استعمال کیلئے خریدیں بجلی کے بل میں ۹۹ فیصدی بچت کرتا ہے
ہر جگہ بکتا ہے
ریڈیو کس قادیان
B. 79

شفاگن

ملیریا کی کامیاب دوا ہے
کونین خالص تو ملتی نہیں۔ اور ملتی ہے۔ تو پندرہ سولہ روپے اونس۔ پھر کونین کے استعمال سے بھوک بند ہو جاتی ہے۔ سر میں درد اور چکر پیدا ہو جاتے ہیں۔ گلا خراب ہو جاتا ہے۔ جگر کا نقصان ہوتا ہے۔ اگر ان امور کے بغیر آپ اپنا یا اپنے عزیزوں کا بخار اتارنا چاہیں تو شفاگن استعمال کریں۔ قیمت سکیمہ قرص ایک روپیہ پچاس قرص ۹ر
ملنے کا پتہ
دواخانہ خدمت خلق قادیان پنجاب

وہ دوست

جنہوں نے وی۔ پی رکوا کر بذریعہ منی آرڈر چندہ ارسال کرنے کا وعدہ فرمایا ہے وہ براہ کرم بہت جلد رقم ارسال فرما دیں۔
کوئی دوست چندہ کی ادائیگی کو جلسہ سالانہ پر ملتوی نہ فرمادیں

ضرورت رشتہ

میرے ایک عزیز مخلص احمدی نوجوان عمر ۲۲ سال کے لئے رشتہ درکار ہے۔ لڑکا تعلیمیافتہ معزز زمیندارہ خاندان سے ہے۔ خواہشمند احباب بذریعہ خط و کتابت کریں۔ (چودھری) مسعود احمد
چورس ۱۱ مربع ڈاکخانہ سانگلا ہل ضلع شیخوپورہ

225
Digitized By Khilafat Library Rabwah

چنانچہ آپ فرماتے ہیں:-

۱- "یہ بات قطعاً غلط ہے۔ کہ میں اس (پشگوئی مصلح موعود) کے اپنے متعلق ہونے سے انکار کرتا ہوں۔ میں جس بات سے انکار کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس پشگوئی کو کسی مامور کے متعلق سمجھا جائے۔ کہ جس کے متعلق یہ ہے۔ اس کے لئے الہاماً ایسا دعویٰ کرنا لازمی ہے...... گو میں یہ بھی نہیں کہتا۔ کہ ضروری ہے کہ الہام نہ ہو۔ ممکن ہے ہو جائے لیکن ضروری نہیں میں ابھی بچہ ہی تھا۔ کہ حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا خیال تھا۔ کہ یہ پشگوئی میرے متعلق ہے اور اس میں بہت سی باتیں ہیں جنہیں خدا نے میرے ذریعہ پورا کیا۔" (خطبہ جمعہ مورخہ یکم فروری مندرجہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء)

۲- پھر ایک اور خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں:-

"لوگوں نے کوشش بھی کی ہے۔ کہ مجھ سے دعویٰ کرائیں۔ کہ میں مصلح موعود ہوں۔ مگر میں نے کبھی اس کی ضرورت نہیں سمجھی...... میں کہتا ہوں کہ مجھے دعویٰ کی ضرورت کیا ہے۔ اگر میں مصلح موعود ہوں۔ تو میرے دعویٰ نہ کرنے سے میری پوزیشن میں کوئی فرق نہیں آسکتا جب میرا یہ عقیدہ ہے۔ کہ جو پشگوئی غیر مامور کے متعلق ہو اس کے لئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں ہوتا...... غیر مامور کے صرف کام کو دیکھنا چاہیئے۔ اگر کام پورا ہوتا نظر آجائے۔ تو پھر اس کے دعویٰ کی کیا ضرورت ہے۔ اس صورت میں تو وہ انکار بھی کرتا جائے۔ تو ہم کہیں گے۔ کہ وہی اس پشگوئی کا مصداق ہے۔" (خطبہ جمعہ ۱۵ مارچ مندرجہ الفضل ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء)

۳- اسی طرح آپ فرماتے ہیں:-

"دیکھنے والی بات صرف یہ ہے کہ اس (پشگوئی) کا ظہور مجھ سے ہوا یا نہیں۔ اور جو شخص اس بارہ میں غور کریگا۔ اسے معلوم ہوگا کہ یہ ہو چکا ہے۔"

"جب کسی امر کے متعلق واقعات ظاہر ہو جائیں۔ تو میرا اس میں شک کرنا۔ تو ایسا ہی ہے کہ جیسے کہتے ہیں۔ کہ کسی کو جنگ میں تیر لگ گیا وہ خون دیکھتا جائے۔ اور کہتا جائے کہ خدایا یہ خواب ہی ہو۔ پس جب سب باتیں میرے متعلق پوری ہو رہی ہیں۔ تو میں مجبور ہوں کہ دعویٰ کروں کہ یہ پشگوئیاں میرے متعلق ہیں۔" (خطبہ جمعہ مندرجہ الفضل ۱۲ فروری ۱۹۳۵ء)

ان جملہ اقتباسات سے یہ امر واضح ہے۔ کہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز اپنے آپ کو مصلح موعود کی پشگوئی کا پورا مصداق یقین کرتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس پشگوئی میں جو علامات بیان کی گئی ہیں وہ سب آپ کے ذریعہ سے پوری ہوئی ہیں اور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ آپنے یکم فروری ۱۹۳۵ء کے خطبہ جمعہ میں اس امر پر بھی روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا۔ کہ آپ ہی کے ذریعہ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام اکناف عالم میں پھیلا ہے۔ اور بیرونی ممالک میں کثرت سے تبلیغی مرکز بنائے گئے ہیں اور مختلف قوموں کے لوگ بڑی تعداد میں احمدیت میں داخل ہوئے ہیں۔ اور فرمایا:- "قوموں کی رستگاری اور آزادی میرے ذریعہ ہوئی......"

غفلت کا نتیجہ حسرت اور ندامت ہے

کلید ترجمۂ قرآن مجید نامی کتاب کی صرف تین سو چھ جلدیں باقی ہیں۔ اور جماعت میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھنے کی تحریک عید الفطر اور خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع پر دو بار شدید تاکید سے حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ فرما چکے ہیں۔ جلسہ سالانہ قریب آرہا ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں اس کتاب کے خواہشمندوں کیلئے یہ جلدیں سخت ناکافی ہیں۔ کاغذ کی نایابی اور از حد گرانی کی وجہ سے کتاب کا دوبارہ چھپوانا ناممکن ہے۔ لہٰذا اپنا آرڈر فوراً ایک کارڈ لکھکر بُک کروالیں۔ تاکہ کتاب آپکے لئے ریزرو رکھی جائے۔ ورنہ محروم رہ کر آپکو کف افسوس ملنا پڑیگا اور آپکے بیوی بچے اس نعمت عظمیٰ کو حاصل نہ کر سکینگے۔

المشتہر حکیم محمد عبد اللطیف شاہد منشی فاضل ادیب فاضل تاجر کتب قادیان

آنکھوں کا اثر عام صحت پر

آنکھوں کی بیماریاں صرف نظر سے تعلق نہیں رکھتیں۔ بسر درد کے مریض سستی کے شکار، اعصابی تکلیفوں کا نشانہ بننے والے لوگ اصل میں آنکھوں کے مریض ہوتے ہیں آنکھوں کی کمزوری کی وجہ سے اُن کے اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں اور ہر قسم کی تکلیفیں شروع ہو جاتی ہیں پس آج ہی سرمہ ممیرا خاص جو ہندوستان بھر میں مشہور ہو چکا ہے۔ خرید لیں۔ قیمت فی تولہ۔ چھ ماشہ۔ تین ماشہ
دو روپے ۲ عہ ۱۰

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق قادیان پنجاب

حبِ اٹھرا
اسقاط کا مجرّب علاج

جو مستورات اسقاط کی مرض میں مبتلا ہوں۔ یا جن کے بچے چھوٹی عمر میں فوت ہو جاتے ہوں۔ اُن کے لئے حب اٹھرا جسٹرڈ نعمت غیر مترقبہ ہے حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ شاہی طبیب دربار جموں وکشمیر نے آپ کا تجویز فرمودہ نسخہ تیار کیا ہے۔
حب اٹھرا رجسٹرڈ کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت تندرست اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ اٹھرا کے مریضوں کو اس کے استعمال میں دیر کرنا گناہ ہے۔
قیمت فی تولہ عہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولے یکدم منگوانے پر گیارہ روپے

حکیم نظام جان شاگرد حضرت مولانا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ دواخانہ معین الصحت قادیان

چشمۂ ہدایت

جو مردوں۔ عورتوں۔ بڑوں۔ چھوٹوں۔ اپنوں اور بیگانوں سب کیلئے یکساں مفید ہے

یہ کتاب مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارادہ کی تکمیل کرتی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:- "میں چاہتا ہوں۔ کہ ایک کتاب تعلیم لکھوں۔ اس کتاب کے تین حصے ہونگے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالےٰ کے حضور ہمارے فرائض کیا ہیں۔ اور دوسرے یہ کہ اپنے نفس کے کیا کیا حقوق ہم پر ہیں۔ اور تیسرے یہ کہ بنی نوع کے ہم پر کیا کیا حقوق ہیں۔" (ملفوظات صفحہ ۳۷۲) سو الحمد للہ جس طرح اللہ تعالےٰ نے مجھے بشارات رحمانیہ کے لکھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اسی طرح اس کتاب کی توفیق بھی اس نے عطا فرمائی۔ اور لطف یہ ہے۔ کہ یہ کتاب مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی کتب میں سے ایک شاندار انتخاب ہے۔ جو ایک عمدہ ترتیب کیساتھ مرتب کیا گیا ہے۔ یہ کتاب نہایت پُر اثر۔ روح پرور اور ایمان افزا ہے۔ احمدی مستورات اور نوجوانوں کی تعلیم کے علاوہ غیر احمدیوں بلکہ غیر مسلموں کے لئے بھی از حد مفید ہے۔ اور تحفۃً پیش کرنے کے قابل ہے۔ جو دوست اس کتاب کی قیمت جو ایک روپیہ ہے۔ ۲۵ نومبر تک بھیجدیں گے انکے اسمائے گرامی معاونین کی لسٹ میں بطور دعا یادگار شائع کئے جائیں گے۔ نیز جلسہ پر کتاب بھی ان کی خدمت میں پیش کی جائیگی۔ اور اخراجات طباعت میں آسانی پیدا کرکے وہ اللہ تعالےٰ کے حضور ثواب کے بھی مستحق ہونگے۔
نوٹ:- دوست اس کتاب کی قیمت بقیہ دیگر چندہ کے ہمراہ دفتر محاسب میں بھیج سکتے ہیں۔

خاکسار عبد الرحمٰن مبشر مولوی فاضل دفتر بشارات رحمانیہ ریلوے روڈ قادیان

ضرورت

ایک تجربہ کار اکونٹنٹ۔ ٹائیپسٹ کلرک اور چند دوسرے کلرکوں کی قادیان کی ایک فیکٹری کے لئے ضرورت ہے۔ تجربہ کار آدمیوں کو ترجیح دی جائیگی۔ ملازمت سے ریٹائرڈ اصحاب بھی جو کام کرنے کے قابل ہوں درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ تمام درخواستیں بمعہ نقول سرٹیفکیٹ بنام معرفت منیجر صاحب الفضل قادیان آنی چاہئیں۔

ضرورت ہے

قادیان کی ایک فیکٹری میں کام کرنے کیلئے مندرجہ ذیل کاریگروں کی ضرورت ہے۔
(۱) خرادی جو کہ خراد پر عمدگی سے کام کر سکیں اور تجربہ کار ہوں (۲) فٹر۔ ہر قسم کا فٹنگ کا کام کر سکتے ہوں (۳) ڈائی میکر۔ ہر قسم کی ڈائیاں بنانے میں ماہر ہو۔ (۴) ٹین ساز۔ ٹین کے مختلف کام کر سکتے ہوں۔ (۵) مڈل پاس یا انٹرنس پاس لڑکے جو مکینکل کام سیکھنے کی خواہش رکھتے ہوں۔ اُن کیلئے مفت میں کام سیکھنے کا نادر موقع ہے۔ اس کے علاوہ ایک ہیڈ مستری کی ضرورت ہے۔ جو کہ ورکشاپ کے کاریگروں کی عمدگی سے نگرانی کر سکے اور کام کو صحیح طور پر چلا سکے۔ خود بھی کام جانتا ہو۔ اور دوسروں سے کام لینے کی اہلیت رکھتا ہو درخواستیں معہ نقول سرٹیفکیٹ بنام معرفت منیجر صاحب الفضل قادیان کے پتہ پر ہوں۔

Digitized By Khilafat Library Rabwah

جماعت کی شدید مخالفتوں کے مقابل پر اس نے مجھے اولو العزم ثابت کیا... پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ کم کرنے کی جو کوششیں پیغامیوں نے کیں۔ انکا کامیاب مقابلہ کرنے کی اللہ تعالیٰ نے مجھے توفیق دی اور اسکے لئے مافوق العادت اور معجزانہ عزم مجھے بخشا اور اس طرح اولو العزم کی پیشگوئی میرے متعلق پوری ہو گئی۔ پھر دوسری خلافت پر مجھے متمکن کر کے اللہ تعالیٰ نے فضل عمر والی پیشگوئی کو بھی پورا کر دیا۔"

پس اللہ تعالیٰ کی اس بشارت میں مامور ہونے کی شرط کا مذکور نہ ہونا۔ اور اس کے ساتھ تفصیلی علامات کا بیان ہونا۔ یہ ثابت کرتا ہے کہ مصلح موعود کی شناخت اس کی ذاتی اور وقتی علامات سے ہو گی۔ ماموریت اس کے لئے شرط نہیں ہے۔ اور اس پیشگوئی میں جو علامات بیان کی گئی ہیں۔ ان کا مشاہدہ آج ہم اپنی آنکھوں سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کے مبارک وجود میں کر رہے ہیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لخت جگر اور آپکی ذریت طیبہ کے ایک فرخندہ گوہر ہیں۔ آپ کا نام محمود ہے۔ جس کی پہلے سے بشارت دی گئی تھی۔ آپ ہی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے خلیفہ دوم اور صحیح جانشین ہیں۔ آپ کے زمانہ میں احمدیت کو شاندار ترقی نصیب ہوئی اور ہو رہی ہے اور انشاء اللہ ہو گی۔ آپ خدا کی رحمت کے سایہ میں جلد جلد ترقی حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کا بے نظیر فہم اور اعلیٰ ذہانت آج ہر چہار طرف سے خراجِ تحسین حاصل کر رہی ہے۔ زمین کے کناروں تک آپ کی شہرت ہے۔ ہر ملک میں آپ کے ذریعہ سے لوائے احمدیت بلند کیا جا رہا ہے۔ اور قومیں آپ سے برکت پر برکت حاصل کر رہی ہیں۔ غرض آپ ہی وہ مبارک وجود ہیں جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے یہ بشارت دی کہ "فرزند دلبند۔ گرامی ارجمند" اور خدا کے مسیح نے اپنے پیارے خدا کے کلام کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ؎

لختِ جگر ہے میرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا

خاکسار ملک محمد عبداللہ

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

قاہرہ ۴ نومبر۔ مشرق وسطیٰ کا مشترکہ جنگی اعلان مظہر ہے کہ ۲ و ۳ نومبر کی رات کو آٹھویں فوج پھر آگے بڑھ گئی۔ شمال میں سوائے ساحلی علاقہ کے دشمن کو سید عبدالرحمٰن کے مغرب میں دھکیل دیا گیا۔ جنوبی محاذ پر دشمن تین چوکیوں سے پیچھے ہٹ گیا۔ ہماری فوجوں نے ان پر قبضہ کر لیا ہے۔ جنرل منٹگمری نے ٹینکوں کی سب سے بڑی جنگ میں پانچ سو ٹینکوں کو جھونک دیا۔ ہماری فوجوں نے جرمن اور اطالوی فوجوں کے موچوں میں پیش قدمی جاری رکھی۔ ہماری بکتر بند گاڑیاں پیدا کردہ وسیع شگاف سے آگے گذر گئی ہیں۔ سوموار صبح کو سید عبدالرحمٰن کے مغرب میں صحرا کی اہم ترین لڑائی شروع ہو گئی۔ آسٹریلین فوجوں نے دو طرفہ حملہ کر کے دشمن کو پسپا کر دیا۔

واشنگٹن ۴ نومبر۔ سرکاری اعلان مظہر ہے کہ اوون سٹینلے کی پہاڑیوں میں ہماری فوجیں دشمن کی فوجوں کا تعاقب کرتی ہوئیں اوئی کے شہر کے نزدیک پہنچ گئی ہیں۔

ماسکو ۴ نومبر۔ روسیوں نے سٹالن گراڈ کے اوپر دریائے والگا کے کنارے فوجیں اتار کر سٹالن گراڈ کے کارخانوں کے رقبہ کی خراب حالت کو بہتر بنا لیا ہے۔ اس علاقہ میں ۴۸ گھنٹوں سے خوفناک لڑائی ہو رہی تھی۔ روسی فوجیں تاریکی میں والگا کے کنارے کشتیوں سے اتریں۔ انہوں نے اترتے ہی جرمن فوجوں کے بازو پر حملہ کر دیا۔ نالچک کے شمال مشرق میں روسی فوجیں اپنے بچاؤ کے لئے سخت لڑائی لڑ رہی ہیں۔ تواپسی کے شمال مشرق میں ہماری فوجوں نے دشمن کو کئی چوکیوں سے نکال دیا۔ شمال مغربی محاذ پر جرمن فوجوں نے ایک حملہ کیا لیکن اسے ناکام بنا دیا گیا۔ دشمن کے تین سو سپاہی کھیت رہے۔

قاہرہ ۵ نومبر۔ مصر میں برطانوی فوجوں کی پیشقدمی اس قدر تیز ہے کہ برطانوی فوجیں ایک جگہ حملہ کی تیاریاں کر رہی تھیں کہ اطالویوں نے پہلے ہی ہتھیار ڈال دیئے۔

ماسکو ۵ نومبر۔ کل جرمن فوجوں نے سٹالنگراڈ کے صنعتی علاقہ میں جو حملہ شروع کیا۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہے۔ کئی جگہ انہیں نقصان اٹھانا پڑا۔ جرمنوں نے اس حلقہ میں چار تازہ دم ڈویژن بھی بھیجے۔ اب چڑھائی کا رخ آرڈھومی کی طرف ہے۔ علاقہ پہاڑی ہے لیکن برفانی نہیں۔ جرمن ہوائی جہاز کالمک ری پبلک پر کبھی کبھی ہوائی حملے کر جاتے ہیں۔ یہ صوبہ سٹالن گراڈ اور گروزنی کے درمیان واقع ہے۔

لنڈن ۵ نومبر۔ رائٹر کے نامہ نگار نے العالمین کے مورچہ سے تار بھیجی ہے کہ آٹھویں فوج کا حملہ بہت اچانک ہوا۔ رومیل نے جم کر لڑنے کا فیصلہ کر رکھا ہے۔ لیکن وہ زبردست جوابی حملے کرنے کی پوزیشن نہیں رکھتا۔ کل ٹینکوں کی زبردست جنگ جاری رہی۔ اتحادی ہوائی جہازوں اور توپخانوں نے بھی پوری پوری امداد کی۔ اتحادی ہوائی جہازوں نے حملوں کا پچھلا ریکارڈ مات کر دیا۔ موٹر ٹرانسپورٹ اور ریلوں پر بھی بم نشانے پر گرے۔ دوپہر کے بعد اطلاع ملی ہے کہ ساحلی سڑک کے ساتھ ساتھ محوری ہوائی جہازوں کی نقل و حرکت شروع ہو گئی ہے۔

لنڈن ۵ نومبر۔ جام صاحب آف نوانگر نے آج ملک معظم جارج ششم سے ملاقات کی۔ آپ نے ملکہ اور شاہ کے ساتھ لنچ بھی کھایا۔

ماسکو ۴ نومبر۔ کونسل آف دی سوویٹ کمشنر نے ان مظالم کی تحقیق کے لئے جو جرمنوں نے جنگ کے دوران میں کئے۔ ایک خاص کمیشن مقرر کر دیا۔ اس کی صدارت سوویٹ ٹریڈ یونین کے صدر شورنیک کریں گے۔ جو حال ہی میں لنڈن گئے تھے۔ کیف کے آرچ بشپ اور روس کے مشہور مصنف الیکس ٹالسٹائی کمیشن کے ارکان میں شامل ہیں۔ یہ کمیشن ثبوت فراہم کریگا۔ تاکہ مجرم کیفر کردار کو پہنچائے جائیں۔

لاہور ۴ نومبر۔ آج پنجاب لیجسلیٹو اسمبلی کے اجلاس میں وزیر اعظم نے کہا۔ کہ اگر تحریک خاکسار کے لیڈر کی طرف سے غیر مبہم اور صاف الفاظ میں یہ یقین دلایا جائے۔ کہ جنگ کے دوران میں خاکسار صرف انفرادی طور پر سوشل سروس کریں گے۔ کوئی ڈرل نہیں ہو گی۔ وردیاں اور بیج نہیں پہنے جائیں گے اور نہ نشان لگائے جائیں گے۔ خاکسار ہتھیار اٹھا کر نہیں چلیں گے تو مجھے ان پر سے پابندی دور کرنے میں کوئی عذر نہیں ہے۔ تاہم وہ پابندیاں جو دوسری انجمنوں پر عائد ہیں بدستور رہیں گی۔

دہلی ۴ نومبر۔ کل رات چاندنی چوک دہلی کے ڈاک خانہ کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ دو نوجوان عمارت کے پاس آئے۔ ایک نے چوکیدار پر حملہ کر کے اسے مجروح کر دیا۔ دوسرے نے عمارت کے اندر بم پھینکا۔ یہ بم پھٹ گیا۔ شعلے اٹھنے لگے۔ لیکن پولیس نے آگ کو پھیلنے سے پہلے بجھا دیا۔ ایک شخص اس سلسلہ میں گرفتار کر لیا گیا۔

احمد آباد ۴ نومبر۔ آج صبح ڈاک خانہ کے قریب ضلع کی کچہری کے سامنے ایک بم پھٹا۔ اس سے خفیف نقصان پہنچا۔ کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔

احمد آباد ۴ نومبر۔ آج احمد آباد کے ریلوے سٹیشن میں فرسٹ کلاس کے ایک ڈبے کو آگ لگانے کی کوشش کی گئی۔ مگر اسے بہت جلد بجھا دیا گیا۔ یہ ڈبہ سائڈنگ میں کھڑا تھا۔

پونا ۴ نومبر۔ کچہری کے احاطہ میں ایک بوتل پائی گئی۔ جس میں مادہ آتشگیر بھرا ہوا تھا۔ پولیس نے اسے اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور تفتیش جاری ہے۔

لنڈن ۴ نومبر۔ گلاسگو کے امیر بلدہ نے ڈیلی میل کے نمائندہ سے بیان کیا کہ ہیس نازیوں کے رسمی سفیر کی حیثیت سے ہوائی جہاز کے ذریعہ جرمنی سے لنڈن پہنچا تھا۔ ہٹلر نے اُسے یہ اختیار دیا تھا کہ وہ معلوم کرے کہ انگریز کن شرائط پر صلح یا سمجھوتہ کے لئے تیار ہیں۔ ہیس کو توقع تھی کہ انگلستان میں اسے پہنچا دیا جائیگا۔ اور چوبیس گھنٹے کے اندر اندر واپس جانے کی اجازت مل جائیگی۔ اس کے پاس کوئی دستاویز تو موجود نہ تھی۔ مگر گفتگو کے دوران میں اس نے کہا کہ جرمنی کی پرانی نو آبادیاں اسے واپس ملجانی چاہئیں۔ اسکے علاوہ برطانیہ عظمیٰ اپنی فوجی بحری اور فضائی قوتوں کے ایک ایک حصے سے دست بردار ہو جائے۔ برطانیہ جرمنی اور اٹلی کو تاوان جنگ ادا کرے اور صرف اس قدر فضائی بیڑہ رکھ سکے جس سے جزائر برطانیہ کی حفاظت ہو سکے۔ یورپ پر جرمنی کی سیادت مسلط ہو۔ مغربی افریقہ میں بحر اطلانٹک کا ساحل اور مشرق وسطیٰ میں شام فلسطین اور دوسرے علاقے جرمنی کے حوالے ہو جائیں۔ نہر سویز کو اٹلی اور جرمنی کی نگرانی میں

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر:۔ غلام نبی